چودھری خلیق الزمان وغیرہ پیش پیش تھے۔ اس جماعت کو لکھنؤ اور دہلی سے نہایت پرتپاک طریقہ سے وداع کیا گیا۔ وداع کہنے والوں کا دہلی اسٹیشن پر اتنا ہجوم تھا کہ ارکانِ وفد کو ریل کے ڈبوں تک پہنچنا مشکل ہوگیا تھا۔ اس ہجوم میں کئی عمائدینِ شہر تھے۔ بھوپال کے اسٹیشن پر ہجوم کو قابو میں رکھنا اور سنبھالنا مشکل تھا۔ اہلِ بمبئی کا جوش و خروش بھی قابلِ دید تھا۔ کئی سپاس نامے پڑھے گئے اور اسلام اور اہلِ اسلام کے لیے دُعائیں مانگی گئیں۔

ترکی میں

یہ طبی وفد ۱۵ دسمبر ۱۹۱۲ء کے دن ایک اطالوی جہاز "ایس ایس وار دیگنا" کے ذریعے بمبئی سے روانہ ہوا اور اسی سال دسمبر کے آخری دنوں میں استنبول پہنچا، جہاں تمام طبقوں کے لوگوں نے ان کا خیر مقدم کیا۔ ترکی میں یہ وفد انجمنِ ہلالِ احمر کا مہمان رہا۔ اس نے وزیرِ جنگ انور پاشا سے بھی شرفِ باریابی حاصل کیا۔

اس وفد کی پہلی جماعت کو اُمرلی کے ہسپتال میں عارضی طور پر بھیجا گیا۔ اُمرلی ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو استنبول کے مغرب میں ساٹھ میل کے فاصلے پر چھتلجا کے قریب واقع ہے یہاں عبدالرحمٰن نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ زخمیوں کی دیکھ بھال کی۔ میدانِ جنگ سے زخمی سپاہیوں کو لاتے وقت عبدالرحمٰن نے کئی دفعہ اپنی جان خطرے میں ڈال دی۔ ان کی انسان دوستی نے ترکوں کے دل جیت لیے اور انجمنِ ہلالِ احمر کو انھوں نے اپنا گرویدہ بنالیا۔ کچھ دنوں بعد وہ چھنک بھیجے گئے جو دَرْدانیال کے ایشیائی رخ پر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔

القصہ اس طبی وفد نے موجودہ زمانے میں اسلامی اخوت قائم کرنے میں ایک سنگِ میل کا کام کیا۔ ہمارے زوال و انحطاط نے ہم کو عالمِ اسلام سے بالکل دور کردیا تھا لیکن اس وفد نے ہمارا رابطہ اس کے ساتھ قائم کردیا۔ اس نے پہلی بار برصغیر کو بین الاقوامی سیاست میں بھی روشناس کرایا۔

اس جنگ کے بعد عبدالرحمٰن نے ترکی کے مدرسۃُ الحرب میں داخلہ لیا اور وہاں سے لیفٹننٹ کا درجہ حاصل کیا۔ چونکہ انھیں فوجی کاموں سے دلی لگاؤ تھا لہٰذا انھوں نے ترکی میں رہنا پسند کیا۔ وفد کے رکن کی حیثیت سے انھوں نے انتہائی بے لوث اور مخلصانہ خدمت کی کہ